سپین اور روس میں وقف عارضی کرنے کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/جون ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

چند دن قبل میں فرانس اور سپین کے دورے سے واپس آیا ہوں اس سے پہلے دو خطبات میں جو دونوں ہی سپین میں دیئے تھے اس سفر سے متعلق میں کچھ باتیں بیان کر چکا ہوں لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ چونکہ ریکارڈنگ خراب ہوئی تھی اس لئے ان خطبات کو Televise نہیں کیا جاسکا اور جس طرح پہلے کثرت سے احباب براہ راست استفادہ کر سکتے تھے اُس طرح استفادہ نہیں کر سکے اب میں آپ کے سامنے چند باتیں مختصراً رکھوں گا ان دو خطبات کے مضمون کو دہرانا تو یہاں ممکن نہیں ہے۔

پہلی خوشکن بات جو آپ کے علم میں آنی چاہئے وہ یہ ہے کہ فرانس اور سپین دونوں جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں بیداری ہے اور دعوت الی اللہ کے کام میں وہ اس سے بہت زیادہ مستعد ہیں جیسا میں نے ان کو پہلے دیکھا تھا جس حالت میں ان کو میں نے گزشتہ سفر کے دوران پایا تھا اس سے کئی حصے آگے نکل چکے ہیں۔ مردوں میں بھی عورتوں میں بھی اور بچوں میں بھی دعوت الی اللہ کا شوق پایا جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں نشو ونما کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے دونوں جگہ میرے جانے سے پہلے بھی مقامی لوگوں کی توجہ تھی مختلف ممالک سے آئے ہوئے مختلف علاقوں میں بسنے والوں کی توجہ تھی بیعتیں بھی ہو رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے جانے پر بھی غیر مسلموں کی طرف سے کافی دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ مجالس میں آتے رہے، سوال و جواب میں حصہ لیتے رہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مجالس کے بعد بیعتیں بھی ہوتی رہیں۔ فرانس میں جو سب سے

بڑا خوشکن پھل ملا وہ یہ تھا کہ جزائر غرب الھند کے ایک نئے ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت کا پودا لگا ہے۔ یہ فرانسیسی بولنے والا ملک ہے وہاں کے باشندے جو تقریباً کلیۃً رومن کیتھولک عیسائی تھے ان میں سے ایک صاحب کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی اور وہ صاحب اثر ہیں اور ان کا ایک بڑا خاندان ہے انہوں نے باہر سے آئے ہوئے کچھ اور مسلمان افریقنوں کی مدد کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا کام کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ تقریباً دو تین سو مسلمان وہاں پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ جب ہمارے اجلاس میں تشریف لائے تو رفتہ رفتہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کے اندر احمدیت کی محبت پیدا ہونی شروع ہوئی لیکن بعد میں گفتگو سے پتا چلا کہ یہ دراصل اس سے پہلے ہی دلچسپی لیتے تھے اور مشن میں ان کا آنا جانا تھا۔ وجہ یہ بیان کی کہ مسلمان تو ہو گئے تھے، توحید سے محبت تھی لیکن جتنے دوسرے مسلمان فرقے دیکھے ان پر دل ٹکتا نہیں تھا اور اُکھڑا اُکھڑا محسوس کرتے تھے کہ جس چیز کو میں حاصل کرنا چاہتا تھا وہ حاصل ہو نہیں سکی اس احساس محرومی کے ساتھ یہ متلاشی رہے۔ جب فرانس مشن سے ان کا رابطہ ہوا تو بڑی تیزی سے احمدیت میں دلچسپی بڑھنا شروع ہوئی۔ جب میں وہاں گیا تو ملاقات کے دوران میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس علاقے میں جب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تسلی ہو تو خدا کرے کہ آپ وہ پہلے ہوں جو احمدیت کا پودا لگانے والے ہوں اور ایک منظّم طریق کے ذریعہ سارا ملک اسلام کے لئے فتح کرنے والے ہوں تو انہوں نے کہا کہ میرے دل کی تسلی کا تو یہ حال ہے کہ دل چاہتا ہے ابھی بیعت لیں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ کچھ اور پڑھ لیں انہوں نے کہا کہ پڑھنے کی سب باتیں تو ایک طرف ہیں۔ میں تو آپ سے مل کر اتنا مطمئن ہو چکا ہوں کہ میرے لئے اب مزید انتظار کی گنجائش نہیں۔ ان کا جوان بیٹا بھی ساتھ تھا چنانچہ ان دونوں نے بڑی محبت اور اخلاص سے اسی وقت بیعت کی اور مجھ سے یہ عہد کیا کہ میں اپنے ملک کے ان باشندوں کو بھی تبلیغ کروں گا جو یہاں موجود ہیں اور خط و کتابت کے ذریعے اپنے ملک میں بھی تبلیغ کروں گا اور پھر اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ بہت جلد وہاں ایک بڑی تعداد میں احمدی پیدا ہو چکے ہوں گے تو اس وقت میں آپ کو وہاں آنے کی دعوت دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ ایک بہت ہی اچھا پھل تھا جو ہمیں عطا ہوا۔ دونوں جگہ مبلغ انچارج ماشاء اللہ بہت عمدہ کام کر رہے ہیں اور سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جماعتوں میں آپس میں جو کچھ اختلافات اور شکر رنجیاں پائی جاتی

تھیں وہ بالکل نابود ہو چکی ہیں اور ایک لمبا عرصہ خط و کتابت کے ذریعے بھی اور دیگر ذرائع سے بھی سمجھانے کی توفیق ملی۔ خصوصاً سپین میں ایک لمبے عرصہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے ناراضگیاں، مربی سے دوریاں اور بدظنیاں وغیرہ وغیرہ امراض پائی جاتی تھیں لیکن اس دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ خدا کے فضل سے سب ایک جان ہیں نظام کا احترام ہے۔ مربی کے ساتھ گہرا ادب کا تعلق ہی نہیں بلکہ پیار اور محبت کا تعلق قائم ہو چکا ہے اور یہ اسی کی برکتیں ہیں۔ پس اس حوالے سے میں دنیا کی ساری جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ محض دینی علم کوئی چیز نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ حسین عمل شامل نہ ہو، اس کے بغیر تبلیغ مکمل نہیں ہوتی اور حسین عمل میں آپس کا نفاق ایک زہر کی طرح گھل جاتا ہے۔ حسین عمل انفرادی طور پر خواہ کیسا ہی ہو اگر جماعتوں میں آپس میں نفاق پایا جاتا ہے، دل بٹے ہوئے ہوں یا نظام جماعت سے بار بار شکوے پیدا ہوتے ہوں اور انسان کی انانیت اس کو امیر سے دور کر دے تو انفرادی حُسن عمل سارا بیکار جاتا ہے کیونکہ دودھ خواہ کیسا ہی خالص کیوں نہ ہو اس میں اگر زہر کا قطرہ گھول دیا جائے تو وہ سارا دودھ زہریلا ہو جاتا ہے۔

پس نفاق جماعتوں کے لئے ایک زہر ہے۔ بعض لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ ہماری بات سُنی جائے اور دوسرے کو سزا دی جائے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری انانیت کو اس سے تسکین مل جائے اور میں کسی کو سزا دے بھی دوں تو تمہیں اس سے کیا ثواب پہنچے گا لیکن اگر تم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ’’سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ: ۱۲) تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق کی سچائی کا اظہار ہو گا اور جس کو امام وقت سے سچا تعلق ہو وہ اس کی باتوں کو تخفیف سے نہیں دیکھ سکتا اور جس کا تعلق اس کی ذاتی جذباتی قربانی سے ثابت ہو جائے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر پیار کی نظر ڈالتا ہے۔ تو جھگڑا خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو ایک موقع ہے اس میں ذاتی انتقام لینے کا بھی موقع ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے اگر واقعۃً کوئی مظلوم ہے اس کا حق ہے کہ وہ اتنا ہی بدلہ لے جتنا اس پر ظلم کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ نہیں لیکن اگر وہ اس حق کو چھوڑ دے اور خدا کے لئے صبر اختیار کرے اور عفو سے کام لے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے، وہ اجر کیا ہے؟ اس کی تفاصیل نہیں بیان فرمائی گئیں وہ اللہ کی

محبت اور اس کی رضا کا اجر ہے کسی کے منہ کی خاطر کوئی انسان اپنا حق چھوڑتا ہے تو اسے اس سے لازماً بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنے مختلف جماعتی سفروں کے دوران خود ذاتی طور پر یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے بعض جھگڑنے والے لوگوں کو سمجھایا جن کے جھگڑے بڑی دیر سے چلے آرہے تھے اس سے پہلے اور بھی لوگ سمجھا چکے تھے لیکن چونکہ اس زمانہ میں میں صرف وقف جدید یا خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے ہی سفر کرتا تھا مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک خونی تعلق ہونے کی وجہ سے جماعت میں نسبتاً زیادہ نرمی کا گوشہ دل میں پایا جاتا تھا۔ پس جہاں دیگر معلم، مبلغ وغیرہ اس سے پہلے ناکام ہوئے وہاں غالباً اسی تعلق کی وجہ سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خونی رشتہ کی برکت ہی سے ان لوگوں نے اپنے حقوق کو چھوڑا اور اس کے بعد کبھی بھی ان کی محبت میرے دل سے نہیں مٹی۔ میں یہ تجربہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ یہ تجربہ کر کے دیکھ لیں آپ کی خاطر اگر کوئی شخص اپنا حق چھوڑتا ہے تو اس کا آپ کے دل میں ایک مستقل مقام بن جاتا ہے اور اگر آپ کے اندر شرافت ہے اور شکر گزاری کے جذبات ہیں تو کبھی بھی آپ اس شخص کی محبت کو اپنے دل سے نکال نہیں سکیں گے جس نے آپ کی خاطر اپنے ایک حق کو چھوڑا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے حضور اپنا مقام بنانے کا اتنا قیمتی نسخہ عطا فرمایا ہے کہ اس کی اور کوئی مثال آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ فرمایا سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو اللہ کی خاطر یہ قربانی کر کے دیکھو۔ لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ رہے ہوتے ہیں پس اس نسخہ کی خوبی دیکھیں کہ دونوں طرف کارگر ہے محبت کی ایسی دو دھاری تلوار ہے کہ دونوں دلوں پر یکساں اثر کرتی ہے کیونکہ فریقین دونوں اپنے آپ کو سچا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو دونوں خدا کی خاطر اپنے آپ کو جھوٹوں کی طرح گرادو اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے بھائی کا دل جیتنے کی کوشش کرو، بھائی کا دل جیتا جائے یا نہ جائے جو ایسی کوشش کرے گا خدا کا دل ضرور جیت لے گا۔

پس ایک انتقام کا رستہ ہے اس میں ایک بہت ہی بڑی تنبیہ بھی حائل ہے فرمایا دیکھنا اتنا ہی بدلہ لینا جتنا تم پر ظلم کیا گیا ہے۔ ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ جانے کی اجازت نہیں اور کون انسان ہے جو انصاف کے معاملہ میں عین اس حد پر رُک جائے جہاں دوسرے سے ناانصافی نہ ہو سکے۔ جب

غصے ہوتے ہیں تو بالعموم جتنی کسی کو تکلیف پہنچے جب تک اس سے زیادہ تکلیف نہ پہنچا لیں دل ٹھنڈا نہیں ہوا کرتا اور وہ بہت خوش نصیب لوگ ہیں مگر بہت کم جو انتقام میں انصاف کو پیش نظر رکھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ تو پہلا رستہ اگر کسی نے اختیار کرنا ہے تو وہ ایک حد تک تو جائز ہے لیکن اگر ایک دو قدم بھی اس سے آگے نکل جائے تو وہی انتقام اس کے اوپر اُلٹ پڑے گا اور وہ خدا کی ناراضگی کا موجب بن جائے گا۔ دوسرا پہلو وہ ہے جو سراسر نفع کا پہلو ہے کوئی نقصان کا سودا نہیں کوئی نقصان کا خطرہ ہی نہیں۔ تمام تر فائدے ہی فائدے ہیں بھائی کی محبت جیتیں گے اور جو اس کا لطف ہے وہ ایسا دائمی لطف ہے جو انتقام کا لطف نہیں ہے اور اگر وہ محبت جیتنے میں ناکام بھی ہو جائیں تو خدا کی محبت لازماً جیتیں گے اور اس کے فضل کئی طرح سے نازل ہوتے ہیں جماعت میں بہت برکت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طور پر فضل نازل ہوتے ہیں صرف انفرادی طور پر ہی ایک انسان کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ ساری جماعت کو اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ پس میں نے آپ کے سامنے یہ جو دو مثالیں رکھی ہیں ان میں ایک بڑا عنصر یہی تھا کہ پہلے اگر اختلافات پائے جاتے تھے اور خصوصیت سے مربی سے یا مقرر کردہ امیر سے کچھ شکوے تھے تو میرے سمجھانے کے نتیجہ میں ان شریف، نیک نفس احمدیوں نے اپنے پرانے کردار کو یکسر بدل ڈالا اور خدا کی خاطر شیر و شکر ہو گئے اور اب اس کا خود لطف اُٹھا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نشو ونما پانے والی جماعتیں بن چکی ہیں۔

سپین کے سلسلہ میں یہ بتانا ضروری ہے کہ میں ویسے تو وہاں بہت دیر سے نہیں گیا تھا اور جانا ہی تھا لیکن فوری بہانہ Expo بن گیا۔ سپین میں Expo کا انعقاد ہوا ہے یعنی ساری دنیا سے مختلف قسم کی انڈسٹریل اور دیگر نمائش وہاں لگائی گئی ہیں اس Expo میں جماعت احمدیہ کو بھی چھوٹا سا سٹال لگانے کی توفیق ملی اور وہ سٹال سب دوسرے سٹالوں سے مختلف اور منفرد تھا ایک تو اس لحاظ سے مختلف اور منفرد تھا کہ سب سے چھوٹا اور غریبانہ سٹال وہی تھا اس سے چھوٹا کوئی اور سٹال آپ کو وہاں دکھائی نہیں دے گا۔ آئس کریم بیچنے والے چھوٹے چھوٹے کھوکھے بھی اس سے بڑے تھے اور معمولی معمولی ممالک کے جو سٹال تھے وہ بھی مقابلةً بہت بڑے اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے لیکن جو بڑے ممالک ہیں انہوں نے تو اربوں روپیہ وہاں خرچ کیا۔ بڑے بڑے محلات تعمیر کئے اور اپنی نمائش پر اتنا غیر معمولی زر کثیر خرچ کیا ہے کہ اس سے انسان مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بڑی بڑی حکومتوں

میں سے امریکہ کا سٹال تھا، کینیڈا کا سٹال تھا، جاپان کا سٹال تھا، چین کا سٹال تھا۔ وہ سارے دیکھنے والے تھے لیکن وہ سارے سٹال ایسے تھے جن کا لطف دنیا کے لطفوں سے تعلق رکھتا تھا اور دائمی نہیں تھا۔ ایک انسان جاتا ہے اور ان چیزوں کو دیکھتا ہے لطف اندوز ہوتا ہے اور کچھ دیر کے بعد وہ بھول جاتا ہے لیکن جماعت احمدیہ کے سٹال میں ابدی اور دائمی لطف اور سکینت کے سامان تھے وہ لوگ جن کو وہاں آنے کی توفیق ملی جب انہوں نے تمام دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دیکھے اور ایک سو سے زائد زبانوں میں انہوں نے قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم دیکھے احادیث کے تراجم دیکھے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے تراجم دیکھے تو ان کے اندر ایک عجیب غیر معمولی شوق پیدا ہوا۔ ان کی آنکھوں میں چمک آئی انہوں نے کہا کہ ہماری زبان بتائیں وہ بھی ہے کہ نہیں جب وہ زبان ان کو دکھائی جاتی تھی تو عجیب فرطِ طرب سے یوں لگتا تھا جیسے ایک بلب اچانک روشن ہو جائے اور بڑی گہری دلچسپی وہ لینے لگ جاتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں بہت سی کتابیں خریدی بھی گئیں کچھ لٹریچر مفت بھی تقسیم کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پوری دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے کا جو موقع جماعت احمدیہ کو وہاں ملا ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے اللہ تعالیٰ اس میں بہت برکت ڈالے۔

وہاں جا کر سٹال دیکھنے کا اور نمائش دیکھنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سٹال کے منتظمین کے ساتھ اور سپین کی جماعت کے ساتھ اس سٹال سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ عام طور پر گزرتے گزرتے کوئی شخص اتفاقاً دیکھتا اور اگر اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ اندر آجاتا تھا حالانکہ یورپ سے اور دیگر ممالک سے لوگ اور خود سپین کے باشندے بھی اس کثرت سے وہاں آرہے ہیں کہ گزشتہ دو مہینے کے اندر اندر ساٹھ لاکھ آدمی وہ نمائش دیکھ چکا ہے اور ساٹھ لاکھ میں سے کئی ایسے ہیں جو کئی کئی دن آتے ہیں کیونکہ بہت بڑی نمائش ہے تو اس میں سے ابھی جماعت کا حصہ جتنا چھوٹا سٹال ہے اس کی نسبت سے بھی نہیں ملا یعنی آنے والوں کے مقابلہ پر جو نمائش پر آتے ہیں بہت کم لوگ اس سٹال پر آسکے ہیں یا استفادہ کر سکے ہیں چنانچہ میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ کس طرح خوبصورت اشتہار بنائیں اور اس میں یہی بات لکھیں کہ دنیا کے لطف لے رہے ہو ایک لطف یہ بھی لو جو کبھی نہیں مٹے گا، ایک ایسی خوشبو بھی لگاؤ جس کو کوئی دھوبی اور کوئی لانڈری بھی دھو کر اُسے زائل نہیں

کر سکتا، جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے گی، اسلام کے پیغام کا یہ ایک چھوٹا سا سٹال ہے آؤ اور اس کو بھی دیکھو۔ اس طرح جو مختلف لوگ Queue میں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ان میں وہ اشتہار تقسیم کر و لوگوں سے ملو، رابطے پیدا کر و تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے سٹال کی توجہ دسیوں گنا زیادہ بڑھ سکتی ہے اور بھی بہت سے منصوبے بنائے گئے کہ کس طرح لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔ کس طرح لوگوں کو لانا ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سفر کے بعد اس سٹال سے استفادہ پہلے سے بہت بڑھ چکا ہوگا۔

اس کے علاوہ سپین میں کئی تبلیغی منصوبے بھی بنائے گئے اور ایک ایسا منصوبہ پیش کیا گیا جو اس سے پہلے ذہن میں نہیں آیا تھا اور اس کی جو کیسٹ ہے میں نے ہدایت کی ہے کہ وہ تمام ملکوں کے امراء کو بھجوائی جائے وہ اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ان تدبیروں پر عمل کر کے دیکھیں جو اس میں بیان کی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سب ملکوں کے اندر تبلیغ کا ایک نیا انداز پیدا ہو جائے گا جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا۔

سپین میں وقف عارضی کے متعلق میں اس سے پہلے بھی تحریک کر چکا ہوں لیکن وہاں وقف عارضی کے کوئی ایسے سامان مہیا نہیں تھے جس کے نتیجہ میں لوگ مطمئن ہو کر وہاں جا کر اپنے وقت کو بہترین مصرف میں لا سکتے اور پوری قیمت وصول کر سکتے۔ اس سلسلہ میں بھی ایک منصوبہ اس دفعہ سپین میں تیار کیا گیا ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ وقف عارضی جو سپین جائیں گے وہ واپس آ کر جو قصے سُنائیں گے اس سے لوگوں میں بھی تحریک پیدا ہوگی کیونکہ ایک آدمی جب اپنے روحانی تجارب بیان کرتا ہے بسا اوقات اس کے گردو پیش ماحول میں بہت زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قادیان کے سفر سے واپس آنے والوں نے مختلف ممالک میں جو اپنے قصے سُنائے ہیں تو بعض لوگوں کے مجھے خطوط موصول ہوئے ہیں اور بعضوں نے فون پر مجھ سے کہا کہ ایسی حسرت پیدا ہوئی ہے اور ہم ایسا پچھتا رہے ہیں کہ کاش سب کچھ خرچ کر کے بھی ہم وہاں پہنچ سکتے تو پہنچ جاتے اور یہ ایسا موقع ضائع ہوا ہے جو پھر کبھی ہاتھ نہیں آ سکے گا لیکن وہ آئندہ جلسوں کیلئے بھی ابھی سے تیاری کر رہے ہیں تو جو آنکھوں دیکھا حال واپس آ کر سنا تا ہے اس کا اور اثر پڑتا ہے اس لئے میں اُمید رکھتا ہوں کہ اب جو واقفین عارضی سپین جائیں گے وہ پہلے سے بہت بہتر حالات میں وہاں منظّم طریق پر

کام کر سکیں گے اور سپین کی جماعت کی ٹیم اس کام کے لئے تیار ہو رہی ہے وہ سارے سپین کے جائزے لے گی، ہر قسم کی معلومات ان کو مہیا کرے گی۔ ایک کمزوری جو بڑی نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی وہ یہ تھی کہ وقف عارضی کے لئے شرط ہے کہ واقف عارضی اپنے خرچ پر ٹھہرے، اپنے خرچ پر سفر اختیار کرے، اپنی رہائش کا انتظام کرے۔ اپنا کھانا خود پکائے لیکن مسجد بشارت پیدرو آباد کے پاس رہائش کی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو ہر آنے والے کے مزاج کے مطابق ہو اور مسجد سے بہت دور ٹھہر کر وقف عارضی سے پورا استفادہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مشن کے ساتھ مضبوط رابطہ ہو، مبلغ انچارج سے ہدایات لے کر اس کی مرضی کے مطابق اگر کام ہو تو اس میں بہت زیادہ برکت پڑتی ہے لیکن اس کا اب یہ ایک حل خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہو گیا ہے میرے گزشتہ سفر اور اس سفر کے دوران جماعت احمدیہ سپین نے بہت عظیم الشان وقار عمل کر کے مسجد کے احاطہ میں ایک بنگلہ بنایا ہے اور جو انہوں نے اس نیت سے بنایا ہے کہ جب میں وہاں جاتا ہوں تو میرے لئے بھی ٹھہرنے کی جگہ بہت مشکل سے ملتی ہے لیکن میرے ساتھ جو سٹاف کے لوگ اپنا وقت وقف کر کے بعض دوسرے ساتھ جانے والے جو ہیں ان کو بھی ٹھہرنے میں دقّت پیش آتی ہے۔ تو اس خیال سے انہوں نے میرے لئے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنایا اور ساتھ جو دوسری عمارت تھی اس کی توسیع کی۔ اب اس میں کافی اضافے ہو چکے ہیں۔ رہائش اور دفاتر کے انتظامات پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں، مسجد بھی خدا کے فضل سے بہت وسیع ہو گئی ہے تو جماعت سپین نے ایک بہت عظیم تاریخی خدمت کی ہے۔ وہاں نوجوان محنت کر کے بہت مشکل حالات میں بسر اوقات کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلسل اتنی لمبی قربانی کر رہے ہیں۔ مالی لحاظ سے بھی بہت قربانی پیش کی گئی ہے مگر جانی قربانی جو وقار عمل کر کے وہاں کی گئی ہے وہ غیر معمولی ہے اس سے مجھے خیال آیا کہ اس بنگلہ کا ایک حصہ واقفین عارضی کے لئے رکھا جائے۔ سپین میں معمولی ہوٹل، ایسے ہوٹل جن میں ٹھہرنا گزر اوقات کے لئے بس ٹھیک ہے لیکن کوئی بہت زیادہ خوشکن نہیں ہوتا وہ روزانہ جتنا کرایہ وصول کرتے ہیں اگر ایک ہفتے کے لئے ایک خاندان سے اتنا وصول کیا جائے مثلاً اگر دو افراد وقف عارضی پر جا رہے ہیں اور کرایہ 100 پاؤنڈ ہفتہ ہو تو یہ تقریباً 16 پاؤنڈ روز کا ہو جائے گا اور میاں بیوی کے لئے فی کس روزانہ 8 پاؤنڈ ہے جو سپین کے لحاظ سے زیادہ نہیں مگر اس میں بڑی بات یہ ہے کہ ساتھ بہت بڑا بیٹھنے والا کمرہ ہے کھانے کا کمرہ الگ ہے، باورچی خانہ، بہت عمدہ

ٹائلٹ الگ صحن ہر لحاظ سے Furnish اگر اس معیار کا ہوٹل وہاں تلاش کیا جائے تو پچیس، تیس پاؤنڈ روزانہ خرچ پر وہ عمارت میسر آئے گی تو بہر حال یہ تحریک جدید ان سے طے کرے گی اگر واقفین عارضی کو سو پاؤنڈ ہفتہ آسان دکھائی دے تو وہ سو پاؤنڈ ہفتہ میں اس بنگلہ میں ٹھہر سکتے ہیں اور ساتھ بیٹھنے والے کمرہ میں ان کے ایسے بچے سو سکتے ہیں جو گند کرنے والے نہ ہوں اور ایسے شریر نہ ہوں جو ہاتھ سے نکلے جاتے ہوں اور ان کو سنبھال کر رکھنا ممکن نہ ہو۔ ایسے بچوں کو تو واقفین ساتھ نہ ہی لے کر جائیں تو بہتر ہے مگر مہذب، عقل والے بچے اور نسبتاً پختہ عمر کے بچے ساتھ ہوں تو تین چار بچے زائد وہاں آرام سے سو سکتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی اسی فیملی روم میں سوتے رہے یا اس کو Furnished room کہہ لیجئے وہاں سوتے رہے تو ایک فیملی سے اگر ایک سو بیس پچیس پاؤنڈ ہفتے کا کرایہ وصول کرلیا جائے تو اسے جماعت اپنے فائدے میں استعمال کرلے گی اور وقف کی جو یہ شرط ہے کہ اپنے خرچ پر رہے وہ شرط بھی پوری ہو جائے گی اور باہر ٹھہرنے کی نسبت ہر قسم کی زیادہ سہولت یہاں میسر آئے گی اور اسی طرح مبلغ کی راہنمائی بھی میسر آئے گی تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس تجربہ سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔

بہت سے احمدی احباب سیر وسیاحت کے لئے گرمی کی چھٹیوں میں جاتے ہیں اگر وہ وقف کرلیں یا سیر وسیاحت کی نیت سے ہی جائیں تو ان کو بھی وہاں ٹھہرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی سیر کے ساتھ خدمت دین کو بھی شامل کریں اور جس حد تک ممکن ہے دونوں کام بیک وقت سرانجام دیں تو اس بنگلہ سے یہ ایک مستقل فائدہ پہنچ جائے گا اور اس کا جاری ثواب ان خدمت کرنے والوں کو بھی پہنچتا رہے گا جنہوں نے بڑی محنت سے اس بنگلہ کو تیار کیا ہے۔

اس کے علاوہ سپین سے متعلق میں یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جب بھی ہم وہاں جاتے ہیں اور بہت عظیم الشان پُرانی عمارتوں کو دیکھتے ہیں تو بڑی حسرت سے اسلام کی ترقی کے اس دور پر نظر ڈالتے ہیں جس کے کھنڈرات باقی بچے ہوئے ہیں اور ان عظیم الشان سلطنتوں کی کامیابیوں سے متاثر ہوتے ہیں اور ان ناکامیوں سے دُکھ اُٹھاتے ہیں جو کہ بالآخر وہاں اسلام کے صفایا پر منتج ہوئیں لیکن ان عمارتوں کو دیکھتے ہوئے، ان شاندار محلات سے محظوظ ہوتے ہوئے، ان کھنڈرات کی موجودہ حالت سے دُکھ اُٹھاتے ہوئے بہت کم ہیں جو حقیقت حال کا تجزیہ کر سکتے ہیں

اگر آپ اسلام کی عظمت ان حکومتوں میں سمجھیں جو غیر ملکوں پر قائم کی گئیں تو اس لحاظ سے ہر وہ ملک جس نے مسلمان ممالک پر قبضہ کیا ہے اس کی عظمت کے بھی گیت گانے چاہئیں انہوں نے بھی دوسری زمینوں پر جا کر مسلمان ممالک پر قبضے کئے تو کیا ان کا حق نہیں ہے کہ وہ عیسائیت کی عظمت کے گیت گائیں اور وہاں سے عیسائیوں کے نکل جانے پر کف افسوس ملیں اور دکھ محسوس کریں۔ اس سوچ میں کچھ ٹیڑھا پن ہے، کچھ غیر اسلامی سی بات پائی جاتی ہے وہ لوگ جو کسی ملک کے باشندے ہیں ان کا حق ہے کہ وہ غیر قوموں کو جو ان پر مسلط ہو جائیں ان کو اپنے ملک سے باہر نکالیں اگر ہندوستان کا یہ حق تھا کہ وہ انگریز کو باہر نکالے، اگر پاکستانی کا حق یہ تھا کہ انگریز کو باہر نکالے، اگر دنیا کی دوسری نوآبادیات اور کالونیز کا، سب کا یہ حق تھا جیسا کہ ہے چین کا حق تھا افریقہ کے تمام ممالک کا حق تھا کہ وہ غیر قوموں کو اپنی سرزمین سے باہر نکالیں تو یہ سوال ذہن میں اُٹھتا ہے کہ اہل سپین کا کیوں حق نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کو جو غیر قوموں سے تعلق رکھنے والے تھے اور وہاں بزور شمشیر مسلط ہوئے ان کو اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں۔ تو اگر آپ نے اپنی سوچ کی راہیں Nationalism کی راہیں بنا لیں۔ اگر آپ نے قومیت کے تصور سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو ایک قوم کے طور پر سمجھا اور ان کھنڈرات پر ایک قوم کے نقصان کے طور پر آنسو بہائے تو یہ سب جھوٹ ہے اور بے معنی ہے اور بے حقیقت ہے اور انصاف کے تقاضے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس قسم کی سوچوں کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

دوسری ایک اور سوچ ہے وہ یہ ہے کہ اسلام اس ملک میں سات آٹھ سو سال تک رہا ہے لیکن کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ ظاہری طور پر اتنی عظیم عمارتیں بنانے کے باوجود جن کی عظمت، شان اور شوکت آج بھی دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ وہ اس طرح وہاں سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے اور ہمیشہ کے لئے باطل کر کے نکال دیئے گئے کہ ان کے مذہب ان کی تہذیب کے کوئی نشانات وہاں دکھائی نہیں دیتے۔ سارا سپین کٹر کیتھولک عیسائی بن گیا اور مسلمانوں کا بطور مسلمان وہاں سے نام ونشان مٹا دیا گیا یہ واقعہ آناً فاناً نہیں ہوا۔ اسلام کو مٹاتے ہوئے اور مسلمانوں کو وہاں سے نکالتے ہوئے ان کو تقریباً دو سو سال لگے۔ سوال یہ ہے کہ سات آٹھ سو سال میں ان فاتح قوموں نے اسلام کو وہاں نافذ کرنے کے لئے کیا کیا؟ کیا یہ ممکن ہے اور عقلاً انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اسلام کا پیغام اس طرح پہنچایا جائے جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ایک

شدید مخالف عرب کو پہنچایا تھا اور پھر ان کی وساطت سے باقی دنیا کو پہنچایا اور اس سختی کے ساتھ آٹھ صدیوں تک رد کیا جائے کہ ساری قوم کلیۃً اس سے نابلد رہے، یہ ہو نہیں سکتا کوئی بنیادی دینی خرابیاں ان لوگوں میں پیدا ہو چکی ہوں گی جس کے نتیجہ میں وہ دنیا کی عظمتوں کے سامنے ہی سرنگوں ہو گئے اور اسلام کو ظاہری زینت کا سبب تو بنالیا لیکن دلوں میں انقلاب برپا کرنے کے لئے اسے استعمال نہیں کیا گیا۔

اس نقطہ نگاہ سے جب میں نے اندلس کے محلات کو اس دفعہ دیکھا تو مجھے یہ دیکھ کر بہت ہی گہری تکلیف پہنچی کہ ایک طرف ہم اس بات کی لذت محسوس کرتے ہیں کہ ان محلات کو سجانے والوں نے نہایت ہی اعلیٰ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے، نہایت باریک فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیت کو قلعہ پر لکھوکھہا بار کندہ کیا ہے اتنی بار کندہ کیا ہے کہ لکھوکھہا کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہوسکتا ہے ان تمام محلات میں جس طرح بار بار قرآن کریم کی آیات بھی اور **لا غالب الا اللہ** اور اسی قسم کے دوسرے کلمات کندہ کئے گئے ہیں اگر یہ نقوش ایک کروڑ سے زائد بنیں تو ہرگز بعید از عقل نہیں ہیں ممکن ہے کئی کروڑ تک یہ بات پہنچ جائے کیونکہ صرف غرناطہ میں نہیں اور غرناطہ کے الخضراء میں ہی نہیں بلکہ دوسرے محلات میں بھی ہر جگہ اس فن کو دُہرایا گیا ہے۔ مسجد قرطبہ میں بھی جا کر آپ دیکھیں، مسلمانوں کے جو دیگر قلعے ہیں ان سب میں قرآنی آیات کو اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور حمد کے بعض کلمات کو اس خوبصورتی سے کندہ کیا گیا ہے کہ سات آٹھ سو سال گزرنے کے بعد بھی اب تک وہ اسی طرح موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو تو سات آٹھ سو سال نہیں گزرے لیکن بعضوں کو پانچ سو سال گزرے ہیں۔ بعضوں کو سات سو سال یعنی آخری دفعہ جب مسلمانوں کو نکالا گیا ہے تو وہ ۱۴۹۲ء میں نکالا گیا تھا اس کے بعد دو سو سال تک یعنی ۹۲۔۱۶۹۰ء تک کچھ آثار باقی رہے پھر مٹا دیئے گئے تو یہ عرصہ اور اس سے پہلے جو عرصے ہیں مثلاً عبدالرحمن ثالث جنہوں نے اس فن کو فروغ دیا ہے اور سپین میں دنیاوی طور پر جو سب سے زیادہ عظمتیں حاصل کی گئی ہیں وہ ان کے دور میں یعنی عبدالرحمن ثالث کے دور میں حاصل کی گئی ہیں۔ یہ دور دسویں صدی کے آخر اور گیارہویں صدی کے آغاز سے تعلق رکھتا ہے تو اس زمانہ کی تحریریں بھی اس طرح چمک رہی ہیں۔ پس پندرہ سو سال پہلے کی ہوں یا سات آٹھ سو سال پہلے کی تحریریں ہوں بالکل یوں لگتا ہے کہ جیسے انہیں آج نقش کیا گیا ہے۔

میں یہ سوچتا رہا کہ انسان ظاہری طور پر استقرار کو دیکھ کر واقعۃً کتنا مرعوب ہو جاتا ہے اور

اگر یہ کوشش کی جاتی کہ یہ تحریریں دلوں پر کندہ ہوتیں اور تمام اہل سپین کے دلوں پر **لا غالب الا اللہ** لکھا جاتا تو یہ تحریریں ایسی انمٹ تحریریں ثابت ہوتیں کہ قیامت تک چلتی رہتیں بظاہر پڑھی نہ جاتیں لیکن خدا کی تقدیر یہ ثابت کر دکھاتی کہ یہ وہ تحریر ہے جو دل پر ایک دفعہ نقش ہو جائے تو پھر مٹائی نہیں جاسکتی۔ایسے لوگوں کی گردنیں تو تلوار سے کاٹی جاسکتی ہیں مگر دلوں پر **لا الہ الا اللہ** یا **لا غالب الا اللہ** کی کندہ ہوئی تحریریں مٹائی نہیں جاسکتیں۔نسلاً بعد نسلٍ چلتی ہیں اور چلتی چلی جاتی ہیں تو یہ سوچتے ہوئے میں بہت ہی گہرے غم میں مبتلا ہو گیا اور میں نے سوچا کہ اب اس ظلم کی تلافی اگر کسی جماعت کے ذمہ ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ہم نے وہاں ایک نئے جہاد کا آغاز کر دیا ہے اور اس جہاد کو لازماً جاری رکھنا ہے اور آگے بڑھاتے چلے جانا ہے۔ایک دو دفعہ تحریک کرتا ہوں تو کچھ لوگ لبیک کہتے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے کاموں میں مشغول ہو کر میری نظر دوسری طرف چلی جاتی ہے تو احباب کی توجہ بھی دوسرے کاموں کی طرف پڑ جاتی ہے۔خلیفہ وقت تو ایک قبلہ نما کی حیثیت رکھتا ہے جدھر وہ منہ کر لیتا ہے ساری جماعت رفتہ رفتہ اسی طرف منہ کر لیتی ہے لیکن یہ وہ قبلہ نما ہے جسے ہر اس قبلہ کی طرف منہ کرنا ہو گا جس کی طرف توحید بلا رہی ہے اور توحید کی عظمتوں کے تقاضے ہیں کہ قبلوں کو بار بار نظر کے سامنے رکھا جائے۔ایک تو قبلہ وہ ہے جو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے میسر آتا ہے لیکن خدا کی توحید کے قبلے بہت پھیلے پڑے ہیں فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ (البقرہ:۱۱۶) یہ وہ آیت کریمہ ہے جو اسی مضمون کو بیان فرما رہی ہے کہ جہاں تک سمجھ آسکے جہاں تک ممکن ہو قبلہ درست کر لیا کرو۔کعبہ ہی کی طرف منہ کرو مگر یاد رکھو کہ اصل قبلہ خدا کی طرف منہ کرنا ہے۔جس طرف بھی تم رُخ کرو گے وہیں تم خدا کو پاؤ گے تو ان معنوں میں توحید کے قبلے چاروں طرف پھیلے پڑے ہیں اور ہر قبلے کا اپنا ایک محاذ ہے اور ہمیں جماعت کو بار بار یاد دہانی کروانی پڑے گی کہ اس محاذ کی طرف بھی رُخ کرو اور خدا کی خاطر یہاں بھی جہاد کرو اور اس جہاد کی طرف بھی رخ کرو اور خدا کی خاطر یہاں بھی جہاد کرو اور اس تیسرے اور چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اور ساتویں محاذ کی طرف بھی رُخ کرو کیونکہ ہر طرف ایک ہی خدا کا قبلہ ہے جس کی طرف منہ کرتے ہوئے تم نے اسلام کا عظیم جہاد کرنا ہے۔پس سپین کے جہاد کو بھی بھلانے نہیں دینا اسے نظر انداز نہیں کرنا کسی ایسی فائل میں اسے دفن نہیں کرنا جس کی طرف پھر مدتوں نظر نہیں پڑتی۔بار بار یاد کروانا میرا کام ہے اور میں

یقین رکھتا ہوں کہ بار بار اس یاد دہانی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دلوں میں تحریک پیدا فرمائے گا اور نئے واقفین بڑے عزم اور ولولے کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کریں گے۔

پس اہل یورپ کے لئے خصوصیت سے ایک اچھا موقع ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ اب وہاں ٹھہرنے کی ایسی سہولت مہیا ہوگئی ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر ویسی سہولت آپ کو اتنی کم قیمت میں میسر نہیں آسکتی اور جو مسجد کے پاس ٹھہرنے کا لطف ہے وہ اس کے سوا ہے یعنی ان سب باتوں پر اضافہ ہے۔ وہاں سے آپ کو وقف عارضی کے نئے پروگرام ملیں گے اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے باقاعدہ ایک منصوبہ ان کو سمجھایا گیا ہے جس کے نتیجہ میں اب جب واقفین عارضی وہاں پہنچیں گے تو ان کو اپنے سامنے ایک ٹھوس پروگرام دکھائی دے گا اور اس کے لئے ہر قسم کی سہولتیں ان کو مہیا کی جائیں گی یعنی لٹریچر وغیرہ کی معلومات کی سہولتیں اور اس وقت تک انشاء اللہ بعض علاقوں میں ہمارے بعض ایسے رابطے بھی قائم ہو چکے ہوں گے کہ واقفین عارضی جب وہاں جائیں تو اپنے آپ کو بالکل اجنبی علاقوں میں نہ پائیں گے بلکہ احمدیت سے تعلق رکھنے والے اور اسلام سے محبت رکھنے والے کچھ گھرانے پہلے سے وہاں موجود ہوں گے جو ان کی تائید کریں گے اور ان کی نصرت کریں گے۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس نئے پروگرام سے سپین میں انشاء اللہ تعالیٰ زندگی کی ایک نئی لہر دوڑے گی۔

جب میں پچھلے دورہ پر گیا تھا تو اس وقت جو احمدی ہوئے تھے وہ اللہ کے فضل کے ساتھ بہت ہی ثابت قدم ہیں اور ان میں سے بعض تو ایسے ہیرے اور جواہر بن کر چمکے ہیں کہ بار بار رشک کے ساتھ میں ان کا ذکر کرتا رہا۔ ایک عورت سولیداء جو ملک کی مشہور شاعرہ تھی وہ احمدی ہوئی اس نے جماعت کے لٹریچر کا مسلسل اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور نہایت اعلیٰ زبان ہے اور دن رات وہ خدمت میں مصروف رہتی ہے۔ خود ہی ترجمے کرتی ہے، پھر خود ہی ٹائپ کرتی ہے اور اسے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے ایسی محبت ہے کہ وہاں مجالس میں بھی جب میں عیسائیت اور اسلام کے موازنے کرتا تھا یا اور ایسی باتیں بیان کرتا تھا تو اس پر جب نظر پڑتی تھی تو یوں لگتا تھا جیسے اسلام کے عشق میں وہ پگھلی جارہی ہے۔ ان کے دو بچے بھی ہیں جو بیمار اور معذور بچے ہیں مگر اس کے باوجود یہ اتنا وقت خدمت دین کے لئے نکالتی ہے۔

ایک اور صاحب تھے جو فرنیچر کی ایک بڑی دوکان کے مالک تھے وہ بھی ایک دفعہ تشریف

لائے ہوئے تھے۔انہوں نے تین دن کے قریب وہاں قیام کیا اور ان کی حالت میں بھی میں نے غیر معمولی پاک تبدیلی دیکھی۔تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اہل سپین اب پہلے کی نسبت بڑھ کر اسلام کی آواز پر لبیک کہیں گے ماحول ایسا دکھائی دیتا ہے۔میں نے سوال و جواب کی جتنی مجالس وہاں منعقد کی ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اب ان لوگوں میں بہت جلد تبدیلی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ایک مجلس میں عیسائیت کو خالصۃً عقلی لحاظ سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا اور مجھے ڈر تھا کہ وہ چونکہ لمبے عرصہ سے متشدد عیسائیوں کا ملک رہا ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ ناراض ہو جائیں بعض لوگ ناپسندیدگی کے اظہار کے طور پر مجلس سے اُٹھ کر چلے جائیں لیکن ہر موضوع پر تفصیلی بحث کے بعد جب میں سوالات کا موقع دیتا تھا تو اکثر سر جھکے رہے اور اگر کسی نے سوال کیا بھی تو وہ اس کا جواب سنتے ہوئے بہت جلدی تائید میں سر ہلانے لگ گیا اور جب وہ دوروزہ مجالس اپنے اختتام کو پہنچیں اور میں نے پھر اعلان کیا کہ کوئی سوال کرنا ہو تو اب پھر بتائیں تو کوئی شخص بھی کوئی سوال پیش نہ کر سکا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سب مطمئن ہیں۔بعض خاندان بطور خاندان آئے ہوئے تھے۔وہ ایک مجلس کے بعد بہت دیر تک وہاں رہے۔وہیں کھانا کھایا اور بہت گہری دلچسپی لینے لگے تو اس لئے یہ مشاہدہ تو میں خود کر چکا ہوں کہ سپین میں بڑی تیزی سے تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور اسلام کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔اور امید ہے کہ واقفین عارضی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم موقع سے فائدہ اُٹھائیں گے۔درخت کبھی ایسی حالت میں بھی ہلائے جاتے ہیں جب پھل نہیں ہوتا۔کبھی ایسی حالت میں بھی کہ پھل کچا ہوتا ہے اور کبھی ایسی حالت میں بھی کہ پھل پکا ہوتا ہے۔ہم بچپن میں جب شکار وغیرہ پر جاتے تھے تو کئی جگہ بیریوں کو ہلاتے تھے۔پھل جب کچے ہوتے ہیں تو وہ اُترتے نہیں اور اگر اُترے بھی تو کوئی تلخ پھل ہاتھ آتا ہے لیکن جب پھل تیار ہو تو ذرا سا جھکورنا دینے سے ہی کثرت سے پھل گرتا ہے کہ انسان سے سنبھالا نہیں جاتا۔تو مجھے لگ رہا ہے کہ اب اللہ کے فضل کے ساتھ بہت سے ممالک میں پھل پکنے لگے ہیں اور ہمیں ان کو جھنجوڑ کر پھل اکٹھا کرنے والے کثرت سے درکار ہیں۔جب پھل پکنے کا وقت آتا ہے تو پھل کا سنبھالنا واقعۃً مشکل ہو جاتا ہے۔اہل یورپ جانتے ہیں کہ جب یہاں چیریز (Cherries) کے پکنے کا وقت آتا ہے تو زمیندار کس طرح بڑے بڑے بورڈ لکھ کر لگا دیتے ہیں کہ آؤ جتنا چاہتے ہو توڑ کر خود کھاؤ اور جتنے لے کر جاؤ گے صرف اس کے

پیسے لیں گے۔ان کو پتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھل ان سے سنبھالا نہیں جا سکتا۔تو یہ پھل تو بہت ہی قیمتی ہے۔اس پھل کے لئے ہمیں کثرت سے ایسے واقفین عارضی چاہئیں جو اس پھل کی لذت سے خود بھی وہاں مستفید ہوں اور یہ پھل ایسا ہے جس کو جتنا کھائیں گے اتنا ہی یہ بچتا رہے گا اور دائمی ہوتا رہے گا۔یہ ایسا پھل نہیں جسے آپ کھا کر ختم کر سکیں لیکن سنبھالنا ضروری ہے۔پس اس کو سنبھالنے کے لئے وہ خاندان جن میں سیر کا بھی اور خدمت دین کا بھی جذبہ ہے ان کے لئے ایک بہترین موقع ہے۔

آخری چند منٹ میں میں روس سے متعلق بھی کچھ توجہ دلانا چاہتا ہوں۔خدا کے فضل سے اب روس میں بھی بہت تیزی سے احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور جتنے وفد یہاں سے گئے ہیں وہ بہت ہی مثبت نتائج کی خوشخبریاں دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر وفد کے دورہ کے دوران بڑے بڑے رابطے پیدا ہوئے اور اس دفعہ جب مولوی منیر الدین صاحب شمس گئے ہیں تو کئی جگہ باقاعدہ ٹھوس جماعتیں پیدا ہوئی ہیں۔بڑے اچھے اچھے صاحب اثر لوگ احمدیت سے مستقلاً وابستہ ہوئے ہیں اور وہاں جا کر پتا چلا ہے کہ کس طرح غیر معمولی طور پر احمدیت کا پیغام قبول کرنے کے لئے وہاں صلاحیت موجود ہے۔بعض لوگوں نے اپنے طور پر جماعت کا لٹریچر وہاں پھیلانا شروع کیا ہے۔

U.S.S.R. یعنی یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلک جو پہلے ہوا کرتی تھی اب یہ ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے یا عملاً ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے اس کو عام باہر کی زبان میں Russia کہتے ہیں حالانکہ رشیا ان میں سے صرف ایک ریاست کا نام ہے تو جب میرے منہ سے رشیا نکلے تو مراد یہ ساری ریاستیں ہیں۔ان میں جو مسلمان ریاستیں ہیں ان میں تو اس پیغام کے نتیجہ میں ایسا مثبت ردعمل دکھایا گیا ہے کہ کئی اخبارات نے فوری طور پر اسے اپنے اخبارات میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور روس یعنی جو واقعۃً رشیا ہے اس میں بھی ایک وسیع چھپنے والے اخبار نے بڑے شوق سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں یہ پیغام اپنے ملک کے لئے شائع کروں گا اور سب کا یہ ردعمل تھا کہ اہل روس کو اس کی شدید ضرورت ہے۔وہاں جو جائزے لئے گئے ہیں ان کے نتیجہ میں واقفین عارضی کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ بنتی تھی کہ اگر وہ مثلاً ماسکو جا کر ٹھہریں یا لاعلمی کی حالت میں سفر کریں تو حکومت کا قانون ایسا ہے کہ باہر کے مسافر کو بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔یعنی ماسکو میں روزانہ ایک سو تیس

سے ایک سو چالیس ڈالر پر روزانہ ہوٹل ملے گا اور لازماً اس کو یہ بیرونی کرنسی میں ادا کرنا ہوگا تو یہ اکثر واقفین عارضی کی توفیق سے باہر بات تھی۔ اس کا حل یہ کیا گیا ہے کہ ماسکو میں ہم نے اپنا ایک فلیٹ لے لیا ہے اس فلیٹ کو بھی اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سستے کرائے پر واقفین عارضی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ جس نے وقف کرنا ہے وہاں جائے وہاں ہم نے مستقل سٹاف بھی مقرر کر لیا ہے۔ ایک اچھا انگریزی سمجھنے والا ایک اچھا روسی بولنے والا سکالر جماعت نے وہاں باقاعدہ (Employ) کر لیا ہے۔ وہ اس فلیٹ میں موجود ہوگا اور آپ کی ہر قسم کی راہنمائی بھی کرے گا اور اس کی وساطت سے دوسری جگہ جو ہمارے روابط ہوئے ہیں وہاں تک پہنچنا آسان ہوگا۔ کم سے کم روپیہ خرچ کر کے سفر کرنے کے متعلق وہ ہر قسم کی مدد کرے گا اور اس کے لئے یہاں بھی معلومات اکٹھی کی جا چکی ہیں۔ یعنی وہ صاحب اگر وہاں ہوں یا نہ ہوں اس سے قطع نظر فلیٹ کی چابی یہاں تبشیر سے حاصل کریں اور وقف عارضی کا گروپ سیدھا ماسکو جا کر تسلی سے ٹھہرے۔ اگر وہ بیس ڈالر روزانہ پر کمرہ لے لیں تو کہاں یہ بیس ڈالر اور کہاں ڈیڑھ سو ڈالر روزانہ اور اگر کسی میں توفیق کم ہو تو اس سے بھی سستا کیا جا سکتا ہے مگر سستا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ جماعت نے تو مستقلاً اس پر خرچ کیا ہے۔ اس کی بجلی، پانی وغیرہ ہر چیز کا خرچ ہوگا، گیس کی سہولت ہے، ٹیلی فون کی سہولت ہے سینٹر میں واقع ہے۔ اگر کوئی اس قسم کی سہولت والا مکان وہاں کرایہ پر عارضی طور پر لے تو اسے روزانہ دو اڑھائی سو ڈالر دینے پڑیں گے۔ بہر حال یہ روپیہ زیر بحث نہیں ہے۔ میں تو یہ سمجھا رہا ہوں کہ واقفین عارضی کی سہولت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ کم سے کم خرچ پر ان کا سفر مکمل ہو اور زیادہ سے زیادہ معلومات ان کو سفر اختیار کرنے سے پہلے مہیا کر دی جائیں۔ اس سلسلہ میں لمبی محنت کے بعد اب ہم نے تبشیر میں بہت سی معلومات اکٹھی کر لی ہیں۔ بہت سے روابط اور ان کے پتا جات اکٹھے کر لئے گئے ہیں۔ روسی زبان میں لٹریچر شائع ہو چکا ہے اور مزید ہو رہا ہے اور جتنا شائع ہوا ہے بہت ہی مفید پایا گیا ہے۔ تو اب ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور ہر قسم کے ایسے جہاد کے سامانوں سے مرصّع ہو کر واقفین روس جا سکتے ہیں اور مختلف علاقوں میں جا کر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمت دین کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک آخری بات میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہاں رابطوں کے لئے ہمیں تبلیغ

کے علاوہ بھی کچھ باتیں کرنی ہوں گی۔روس اس وقت خطرناک اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور باہر کی دنیا سے جو تاجر جارہے ہیں وہ اکثر لوٹنے کی نیت سے جارہے ہیں۔میں احمدی تاجروں کو یا واقفین عارضی کو جو تاجر نہ بھی ہوں دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں جا کر کچھ تجارتی رابطے قائم کر سکتے ہوں تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ جو سفر خالصتہً دین کے لئے اختیار کیا گیا ہو اگر اس کے نتیجہ میں دنیا بھی حاصل ہو جائے جو پھر دین کی خدمت کے لئے استعمال ہو تو اس سے اچھا سودا اور کیا ہو سکتا ہے اور وہاں اس کے بہت مواقع ہیں۔جو معلومات ہمیں میسر آسکی ہیں وہ ہم نے اکٹھی کی ہیں اور تاجر، Industrialist اور اس قسم کے دوست جو مثلاً ہوٹل کا کام جانتے ہوں ان کے وہاں جا کر ذرائع معاش حاصل کرنے کے بہت مواقع ہیں اور حاصل کرنے سے زیادہ مہیا کرنے کے بہت مواقع ہیں اور مجھے اس وقت دوسرے حصہ میں زیادہ دلچسپی ہے۔اگر احمدی تاجر اس نیت سے وہاں زیادہ روابط پیدا کرے اور احمدی کارخانہ دار اس نیت سے وہاں کارخانہ بنائے اور ریسٹوران کا تجربہ رکھنے والے احمدی اس نیت سے وہاں ریسٹوران کھولیں کہ مقامی طور پر لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر بنائی جائے تو جہاں احمدیت قائم ہو چکی ہے وہاں احمدیت کو خدا کے فضل سے بہت سی مالی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی اور انتہائی غربت کی حالت میں بھی ان لوگوں نے چندے شروع کئے ہیں تو اگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت سے ان کو دین کے علاوہ دنیا بھی مل جائے تو بہت بڑا استحکام حاصل ہوگا اور ان کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کی توجہ بھی پیدا ہوگی اور جب بھی آپ ایسے ملک سے تجارت کرتے ہیں جیسا روس اس دور میں ہے تو اس میں تجارت کرنے والے کے لئے نقصان کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔کچھ نہ کچھ فائدہ اس کو ضرور پہنچے گا لیکن اگر آپ اپنے فائدہ کو پیش نظر نہ رکھیں اور دین کی خاطر ضرورت مند لوگوں کے فائدہ کو پیش نظر رکھیں تو دنیا کا فائدہ تو ہوگا ہی روحانی طور پر عاقبت کا فائدہ بہت ہوگا۔اس دنیا میں بھی آپ کی عاقبت سنور جائے گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ان دونوں تحریکوں میں بھر پور حصہ لیں۔اب وقت آ گیا ہے کہ جو واقفین عارضی دیر سے منتظر تھے وہ اب میدان میں جھونکنے کا لفظ میں بول رہا تھا رک گیا لیکن اب میں ان کو اس نیت سے کہتا ہوں کہ اگر یہ خدا کی خاطر بھی ہے تو ہمیں اپنی جان، مال، عزتیں واقعتہً اس میں جھونک دینی چاہئیں لیکن یہ بھٹی ایسی بھٹی ہے جسے خدا تعالیٰ نے گلزار بنانے کا

فیصلہ کرلیا ہے اس لئے بے دھڑک ہوکر اس میں چھلانگیں لگائیں۔ آپ یقیناً اسے گلزار پائیں گے اور خدا کی رضا کی ابدی جنتیں حاصل کرنے کی جگہ آپ کو میسر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین